پاکستان میں اسلامی اقتصادی نظام کی عصری فعلیّت: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Contemporary Functionality of the Islamic Economic System in Pakistan: A Research and Analytical Study

Dr. Syeda Taj Bukhari [1]

Hafiza Kiran Saba [2]

Abstract:

This study critically examines the contemporary relevance of the Islamic economic system in Pakistan, highlighting its foundational principles, historical development and potential role in addressing current socio-economic challenges. The Islamic economic framework is rooted in justice, equity and the prohibition of interest (*ribā*), while emphasizing *zakāt*, *ṣadaqāt* and ethical trade as essential mechanisms for wealth distribution and social welfare. In Pakistan, the idea of structuring the economy on Islamic lines has been embedded in the Objectives Resolution (1949) and further reinforced in the 1973 Constitution, which obligates the state to eliminate interest and promote socio-economic justice. Despite significant reforms during different political regimes, particularly in the 1980s, the practical implementation of a fully Shariah-compliant economy remains incomplete, with interest-based structures still dominating financial institutions. The paper argues that in the modern era, the Islamic economic system offers viable alternatives to the exploitative practices of conventional economies, especially in addressing poverty, wealth concentration and systemic instability. The rise of Islamic banking, *takāful* and *sukūk* instruments demonstrates both the adaptability and growing acceptance of Islamic finance in Pakistan and beyond. Moreover, global financial crises have amplified the demand for ethical and sustainable economic models, thereby strengthening the contemporary significance of Islamic principles. This research concludes that for Pakistan to achieve economic justice and stability, a collaborative effort between policymakers, economists, religious scholars and civil society is essential. The Islamic economic system is not merely a religious ideal but a pragmatic framework with profound modern applicability.

Keywords: *Islamic Economics, Pakistan, Islamic Banking, Socio-Economic Justice*

[1]. EST Govt. Girls High School, Lodhran-Pakistan phdsyedti@gmail.com 03012043670

[2]. Lecturer of Islamic Studies, Department of Basic Sciences and Humanities, MNS University of Engineering and Technology, Multan kiran.saba@mnsuet.edu.pk 03004409479

۱۔ تمہید:

اسلامی اقتصادی نظام ایک ایسا جامع فکری و عملی خاکہ ہے جو انسانی معیشت کو عدل، توازن اور مساوات کے اصولوں پر استوار کرتا ہے۔ اسلام نے جہاں عبادات اور اخلاقیات کو زندگی کا لازمی حصہ قرار دیا ہے، وہیں معاشی معاملات کو بھی انسانی بقااور معاشرتی استحکام کے لیے نہایت اہم قرار دیا ہے۔ قرآنِ مجید میں سود کی حرمت، زکوٰۃ و صدقات کی فرضیت، حلال و حرام کے اصول، وراثت کی تقسیم اور لین دین کے ضوابط پر خصوصی زور دیا گیا ہے تاکہ دولت چند ہاتھوں میں محدود نہ رہے اور ہر فرد اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل ہو۔

پاکستان کے قیام کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہاں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جو قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگی کو منظم کرے۔ ۱۹۴۹ء کی قراردادِ مقاصد اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں اسلامی معیشت کو ریاستی سطح پر رائج کرنے کے عہد کو دہرانا اسی تصور کی عملی جھلک ہے۔[2] تاہم، قیامِ پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک سودی معیشت کے غلبے اور عالمی مالیاتی دباؤ کی وجہ سے اسلامی نظامِ معیشت کو مکمل طور پر نافذ نہیں کیا جا سکا۔

عصرِ حاضر میں جبکہ عالمی سطح پر سودی نظام شدید بحرانوں کا شکار ہے اور سرمایہ دارانہ معیشت نے معاشرتی ناہمواری کو بڑھایا ہے، اسلامی اقتصادی نظام ایک متبادل اور پائیدار حل کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اسلامی بینکاری، تکافل اور سکوک جیسے جدید مالیاتی آلات نہ صرف اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں بلکہ عملی سطح پر ترقی پذیر اور ترقی یافتہ معیشتوں میں بھی کامیابی سے رائج ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے تناظر میں اسلامی معیشت کا نفاذ صرف مذہبی ضرورت ہی نہیں بلکہ موجودہ اقتصادی بحرانوں سے نجات کے لیے ایک حقیقی تقاضا بھی ہے۔

۲۔ اسلامی اقتصادی نظام کے بنیادی اصول

اسلامی معیشت کا مقصد محض دولت پیدا کرنا یا شرح نمو میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرتی ڈھانچہ تشکیل دینا ہے جو عدل، مساوات اور انسانی فلاح پر مبنی ہو۔ یہ اصول فرد کی انفرادی ضروریات اور معاشرے کی اجتماعی ضروریات دونوں کو یکساں اہمیت دیتے ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی اقتصادی نظام کے چند نمایاں اصول درج ذیل ہیں:

الف۔ توحید اور عبودیت:

اسلامی معیشت کا پہلا اصول توحید ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ کائنات اور اس کے تمام وسائل اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور انسان محض خلیفہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ۔"[3]

"اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے۔"

اس تصور سے انسان کے اندر امانت اور ذمہ داری کا شعور پیدا ہوتا ہے اور معیشت کو محض دنیاوی سرگرمی نہیں بلکہ عبادت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

ب۔ عدل وانصاف:

اسلامی نظام کا دوسرا اہم اصول عدل ہے۔ قرآن میں آیا ہے:

"اِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ۔"[4]

"بیشک اللہ حکم دیتا ہے کہ عدل اور احسان (نیک کام) کرو۔"

یہ اصول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو روکتا ہے اور معاشرتی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ اسلامی معیشت کسی فرد یا طبقے کو استحصال کی اجازت نہیں دیتی بلکہ سب کو مساوی مواقع فراہم کرنے پر زور دیتی ہے۔

ج۔ حرمتِ ربا:

سود کو قرآن نے صراحتاً حرام قرار دیا ہے:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔"[5]

"اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال رکھا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔"

سودی نظام دولت کو چند ہاتھوں میں محدود کرتا ہے اور معاشی تفاوت کو بڑھاتا ہے۔ اسلامی اقتصادی نظام منافع اور نقصان میں شراکت کے اصول پر مبنی ہے تاکہ معاشرتی انصاف قائم رہے۔

د۔ زکوٰۃ اور صدقات:

اسلام نے دولت کی تطہیر اور غربت کے خاتمے کے لیے زکوٰۃ اور صدقات کو لازم قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من منع زكاة ماله فإنا آخذوها وشطر ماله۔"[6]

---

[3]۔ النور، ۲۴: ۳۳۔

An-Noor, 24:33

[4]۔ النحل، ۱۶: ۹۰۔

Al-Nahl, 16:90.

[5]۔ البقرۃ، ۲: ۲۷۵۔

Al-Baqarah, 2:275

[6]۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوۃ، بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء، ۲/۱۱۸۔

Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Zakāt, Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1987, 2:118.

"جس نے اپنے مال کی زکوۃ روک لی ہم اس کو لے لیں گے اور اس کا آدھا مال۔"

زکوۃ کا نظام دولت کی گردش کو یقینی بناتا ہے اور غریب طبقے کو سہارا فراہم کرتا ہے۔

ر۔ حلال و حرام کی تمیز:

اسلامی معیشت میں ہر لین دین حلال ذرائع پر مبنی ہونا چاہیے۔ حرام ذرائع سے حاصل کردہ دولت کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا۔"[7]

"اے لوگو جو کچھ زمین پر ہے اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ۔"

اس اصول کے تحت معاشی سرگرمیاں صرف اخلاقی حدود میں جائز ہیں۔

س۔ دولت کی منصفانہ تقسیم:

اسلامی معیشت ارتکازِ دولت کو روکنے کے لیے وراثت، زکوۃ، صدقات اور وقف کے نظام کو فروغ دیتی ہے تاکہ وسائل معاشرے میں زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُم۔"[8]

"تاکہ مال تمہارے دولتمندوں کے ہاتھ میں ہی نہ ٹھہرا رہے۔"

مندرجہ بالا اصول یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی اقتصادی نظام کسی محدود طبقے یا مخصوص وقت کے لیے نہیں بلکہ ہر دور میں انسانی معاشروں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ پاکستان کے موجودہ معاشی بحرانوں؛ جیسے مہنگائی، غربت اور معاشرتی ناہمواری، کا حل انہی اصولوں کی عملی تعبیر اور نفاذ میں پوشیدہ ہے۔ اگر ریاست ان بنیادوں پر معیشت کو استوار کرے تو نہ صرف معاشرتی انصاف قائم ہوگا بلکہ اقتصادی استحکام اور پائیدار ترقی بھی ممکن ہوگی۔

۳۔ پاکستان میں نفاذ کا تاریخی پس منظر

کسی بھی نظام کو کسی ریاست میں نافذ کرنے کے لیے اس کے تاریخی تناظر کا مطالعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان چونکہ نظریۂ اسلام کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا، اس لیے یہاں اسلامی معیشت کے نفاذ کی جدوجہد اور اس کے مختلف ادوار کا جائزہ لینا لازم ہے۔ یہ مطالعہ ہمیں نہ صرف یہ بتاتا ہے کہ کس طرح ریاستی سطح پر اسلامی اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں ہوئیں بلکہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ کن رکاوٹوں کی وجہ سے یہ نظام تاحال مکمل طور پر نافذ نہ ہو سکا۔

---

[7]۔ البقرۃ، ۲: ۱۶۸۔

Al-Baqarah, 2:168.

[8]۔ الحشر، ۵۹: ۷۔

Al-Hashr, 59:7

پاکستان کے قیام کے فوراً بعد، ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد منظور کی گئی جس میں واضح اعلان کیا گیا کہ ملک کا نظام قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے گا۔[9] یہ قرارداد آئندہ آنے والے آئینی اور قانونی اقدامات کے لیے بنیاد ثابت ہوئی۔

1973ء کے آئین میں اسلامی معیشت کے نفاذ کے لیے خصوصی شقیں شامل کی گئیں، مثلاً آرٹیکل ۳۱ میں ریاست پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرے، اور آرٹیکل ۳۸(ایف) میں سود کے خاتمے کی صراحت کی گئی۔[10]

جنرل ضیاء الحق کے دور (۱۹۷۷ء—۱۹۸۸ء) میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ معیشت میں بھی نمایاں اقدامات کیے گئے۔ ۱۹۸۰ء میں زکوٰۃ و عشر آرڈیننس نافذ ہوا،[11] اور اسلامی بینکاری کو متعارف کرانے کی کوششیں ہوئیں۔ بعد ازاں، وفاقی شرعی عدالت نے ۱۹۹۱ء میں سود کو خلافِ شریعت قرار دے کر اس کے خاتمے کا حکم دیا۔[12]

۲۰۰۰ء کی دہائی میں اسلامی بینکاری کے ادارے مزید مضبوط ہوئے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامی بینکاری کو باضابطہ طور پر فروغ دینا شروع کیا اور آج اسلامی بینکاری ملکی بینکاری کے کل شعبے کا ایک بڑا حصہ ہے۔[13]

یہ تاریخی جائزہ بتاتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی معیشت کے نفاذ کی نیت اور قانونی بنیادیں موجود رہی ہیں، لیکن عملی اقدامات ہمیشہ جزوی اور غیر مکمل رہے۔ ریاستی پالیسیوں اور عالمی مالیاتی دباؤ نے اکثر ان اقدامات کو محدود کر دیا۔ تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عوامی سطح پر اسلامی معیشت کی خواہش اور اسلامی بینکاری کے بڑھتے رجحان نے اس سفر کو جاری رکھا ہوا ہے۔ مستقبل میں اگر سیاسی عزم، عوامی تائید اور ماہرینِ معیشت کا تعاون شامل ہو جائے تو پاکستان میں اسلامی معیشت کے مکمل نفاذ کے امکانات روشن ہو سکتے ہیں۔

۴۔ عصرِ حاضر میں درپیش چیلنجز

اگرچہ اسلامی اقتصادی نظام اپنے اصول و مقاصد کے اعتبار سے ہمہ گیر اور آفاقی ہے، تاہم پاکستان سمیت مسلم دنیا کو اس کے عملی نفاذ میں کئی رکاوٹوں اور چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہ چیلنجز نہ صرف داخلی سیاسی و معاشی کمزوریوں سے جڑے ہیں بلکہ عالمی معاشی ڈھانچے اور سامراجی قوتوں کے اثر و رسوخ سے بھی وابستہ ہیں۔ ذیل میں ان نمایاں چیلنجز کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

---

9. Government of Pakistan, *Objectives Resolution 1949*, Constituent Assembly of Pakistan, March 12, 1949.

10. Government of Pakistan, *Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973*, Articles 31 and 38(f)

11. Government of Pakistan, *Zakat and Ushr Ordinance 1980* (Ordinance No. XVIII of 1980).

12. Federal Shariat Court, *Judgment on Riba*, PLD 1992 FSC 1.

13. Muhammad Ayub, *Understanding Islamic Finance* (Chichester: John Wiley & Sons, 2007), 58–62.

الف۔ سودی نظام کا تسلط:

پاکستان کی معیشت اب بھی عالمی مالیاتی اداروں جیسے IMF اور World Bank پر انحصار کرتی ہے جو سودی قرضوں کی بنیاد پر معاشی پالیسی مرتب کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں سودی نظام کا خاتمہ ایک بڑا چیلنج ہے۔ قرآن نے صراحتاً سود کے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہے :

"فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"۔[14]

"لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کی تنبیہ کرو۔"

ب۔ پالیسی سطح پر تضاد:

اگرچہ آئین پاکستان سودی نظام کے خاتمے کی ضمانت دیتا ہے، مگر پالیسی اور عملدرآمد میں واضح تضاد پایا جاتا ہے۔ ریاستی ادارے ایک طرف اسلامی بینکاری کو فروغ دیتے ہیں تو دوسری طرف سودی قرضوں کے ذریعے بجٹ خسارے پورے کیے جاتے ہیں۔[15]

ج۔ عوامی شعور کی کمی:

عام سطح پر عوام میں اسلامی معیشت کے اصولوں اور ان کے فوائد سے متعلق آگاہی کم ہے۔ سودی بینکاری کو "ناگزیر" سمجھنا یا زکوۃ و صدقات کی سماجی اہمیت کو نظر انداز کرنا اسلامی معیشت کے نفاذ کو مشکل بنا دیتا ہے۔[16]

د۔ سیاسی عدم استحکام:

پاکستان میں بار بار کی سیاسی تبدیلیاں اور حکومتی تسلسل کی کمی معیشت کی پالیسی سازی پر براہِ راست اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسلامی معیشت ایک مستقل اور طویل مدتی پالیسی کی متقاضی ہے، جو اکثر سیاسی بے یقینی کی نذر ہو جاتی ہے۔[17]

ر۔ عالمی مالیاتی نظام کا دباؤ:

عالمی معیشت سرمایہ دارانہ اصولوں پر قائم ہے، جہاں اسلامی اصولوں کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک کو اسلامی معیشت نافذ کرنے میں عالمی دباؤ اور مخالفت کا سامنا رہتا ہے۔[18]

---

[14]۔ البقرۃ، ۲:۲۷۹۔

Al-Qur’ān, 2:279.

[15]. Government of Pakistan, *Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973*, Article 38(f).

[16]. Khurshid Ahmad, *Studies in Islamic Economics* (Leicester: Islamic Foundation, 1980), 88–92.

[17]. Anis Ahmad, “Islamization of Economy in Pakistan: An Overview,” *Journal of Islamic Economics*, vol. 4 (1992): 15–28.

[18]. M. Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge* (Leicester: Islamic Foundation, 1992), 64–69.

س۔ تحقیق وماہرین کی کمی:

پاکستان میں اسلامی معاشیات پر تحقیقی مراکز اور ماہرین کی تعداد محدود ہے۔ جدید معاشی چیلنجز جیسےcryptocurrency ، artificial intelligence in financeاور global trade ethics پر اسلامی نقطہ نظر کی تشکیل ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔[19]

مندرجہ بالا چیلنجز اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی اقتصادی نظام کا نفاذ محض قانونی یا ادارہ جاتی مسئلہ نہیں بلکہ فکری، سماجی اور عالمی دباؤ سے جڑا ایک ہمہ جہتی چیلنج ہے۔ تاہم اگر ریاستی ادارے، علمی مراکز اور عوامی شعور یکجا ہو جائیں تو یہ رکاوٹیں بتدریج کم ہو سکتی ہیں۔ اسلامی معیشت اپنی جامعیت اور آفاقیت کے سبب جدید دور کے معاشی بحرانوں کا حقیقی حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

۵۔ اسلامی اقتصادی نظام کی عصری فعلیت

اسلامی اقتصادی نظام کا مطالعہ صرف ایک نظری یا تاریخی بحث نہیں بلکہ عصرِ حاضر میں اس کی معنویت عملی و فکری دونوں حوالوں سے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں جہاں معاشی بحران، غربت، بے روزگاری اور طبقاتی ناہمواری گہرے مسائل ہیں، وہاں اسلامی معیشت کو صرف دینی فریضہ ہی نہیں بلکہ ایک معاشرتی ضرورت کے طور پر بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔

الف۔ سودی معیشت سے نجات کا متبادل:

موجودہ عالمی معاشی ڈھانچہ سود پر مبنی ہے جو دولت کے ارتکاز اور مالیاتی ناہمواری کا باعث بنتا ہے۔ قرآنِ کریم میں سود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلانِ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے:

"فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"۔[20]

" لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کی تنبیہ کرو۔"

یہاں پہ ایسا نہیں کیا سے مراد یہ ہے کہ اگر تم سود سے باز نہ آئے۔ اس اعتبار سے پاکستان میں اسلامی معیشت کی عصری معنویت یہ ہے کہ یہ ایک ایسا متبادل فراہم کرتی ہے جو انصاف اور مساوات پر مبنی ہے۔

ب۔ غربت کے خاتمے اور فلاحی ریاست کا قیام:

اسلامی نظام زکوٰۃ، صدقات اور وقف جیسے اداروں کے ذریعے وسائل کو نچلے طبقات تک منتقل کرتا ہے۔ یہ پہلو عصرِ حاضر میں

[19]. Habib Ahmed, "Islamic Finance at a Crossroads: Theory versus Practice," *Journal of King Abdulaziz University: Islamic Economics* 19, no. 1 (2006): 23–35.

[20]۔ البقرۃ،۲:۲۷۹۔

Al-Qur'ān, 2:279.

نہایت اہم ہے کیونکہ پاکستان کی ایک بڑی آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔[21]

ج۔اسلامی بینکاری اور مالیاتی آلات:

اسلامی بینکاری، تکافل (Islamic Insurance) اور سکوک (Islamic Bonds) جدید دور میں اسلامی معیشت کی عملی صورت ہیں۔ پاکستان میں ان کا فروغ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی اصول جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔[22]

د۔عالمی سطح پر پذیرائی:

۲۰۰۸ء کے عالمی مالیاتی بحران کے بعد مغربی ماہرین معیشت نے بھی اعتراف کیا کہ اسلامی مالیاتی اصول سرمایہ دارانہ بحرانوں کا حل فراہم کر سکتے ہیں۔ یہ پہلو اس بات کا مظہر ہے کہ اسلامی اقتصادی نظام محض ایک "مذہبی" بیانیہ نہیں بلکہ عالمی سطح پر قابلِ عمل فریم ورک ہے۔[23]

یوں اسلامی اقتصادی نظام کی عصری معنویت پاکستان کے لیے دو پہلوؤں سے ہے: ایک طرف یہ دینی اور آئینی تقاضا ہے، جبکہ دوسری طرف یہ موجودہ عالمی و ملکی معاشی مسائل کا پائیدار حل بھی ہے۔ لہٰذا پاکستان میں اسلامی معیشت کو محض ایک نظریاتی نعرے کے بجائے ایک پالیسی فریم ورک کے طور پر نافذ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۶۔خلاصہ تحقیق:

یہ تحقیق پاکستان میں اسلامی اقتصادی نظام کی عصری معنویت کے مطالعے پر مبنی ہے۔ اسلامی معیشت کے بنیادی اصول؛ سود کی حرمت، زکوٰۃ و صدقات کی فرضیت، عدل و مساوات پر مبنی دولت کی تقسیم اور معاشی سرگرمیوں میں اخلاقی اقدار کی پاسداری، انسانی فلاح و بہبود اور معاشرتی استحکام کے ضامن ہیں۔ پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد بھی اسلامی اصولوں کے تحت ایک ایسے معاشی و سماجی ڈھانچے کا قیام تھا جو قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہو۔ آئینِ پاکستان اور قراردادِ مقاصد میں اسلامی معیشت کو ریاستی سطح پر نافذ کرنے کی ہدایت موجود ہے، تاہم اس پر مکمل عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

اس تحقیق میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ موجودہ عالمی مالیاتی نظام سود اور سرمایہ دارانہ استحصال پر مبنی ہے جس سے غربت اور طبقاتی ناہمواری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اسلامی اقتصادی نظام اس صورت حال میں ایک مؤثر متبادل فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری، تکافل اور سکوک جیسے مالیاتی اداروں کی ترقی اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلامی اصول جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ مزید

[21] -Muhammad Nejatullah Siddiqi, *Muslim Economic Thinking: A Survey of Contemporary Literature* (Leicester: Islamic Foundation, 1981), 88–92.

[22]. Muhammad Ayub, *Understanding Islamic Finance* (Chichester: John Wiley & Sons, 2007), 135–42.

[23]. Abbas Mirakhor and Hossein Askari, *Islam and the Path to Human and Economic Development* (New York: Palgrave Macmillan, 2010), 56–59.

برآں عالمی سطح پر اسلامی مالیات کی بڑھتی ہوئی پذیرائی اس کی عصری افادیت کو مزید اجاگر کرتی ہے۔

نتیجتاً، یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ پاکستان میں اسلامی اقتصادی نظام محض ایک نظری یا مذہبی تقاضا نہیں بلکہ موجودہ معاشی بحرانوں سے نجات کا ایک پائیدار اور عملی حل ہے۔ اس کے نفاذ کے لیے ریاستی اداروں، علماء، ماہرینِ معیشت اور عوامی تعاون ناگزیر ہے تاکہ پاکستان ایک حقیقی فلاحی اسلامی ریاست کی صورت اختیار کر سکے۔

ے۔ سفارشات:

تحقیق ہذا کے نتیجے میں چند امور کی نشاندہی کرنا ضروری ہے۔ ان امور کو ذیل میں سفارشات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے:

الف۔ ریاستی سطح پر عملی اقدامات:

حکومت کو چاہیے کہ سودی نظام کے خاتمے کے لیے واضح اور تدریجی حکمتِ عملی مرتب کرے اور متبادل اسلامی مالیاتی اداروں کو مضبوط بنائے۔

ب۔ تعلیمی و تحقیقی فروغ:

جامعات اور تحقیقی اداروں میں اسلامی معاشیات کو عملی و نظری دونوں سطحوں پر فروغ دیا جائے تاکہ نئے ماہرین معیشت عصری تقاضوں کے مطابق حل پیش کر سکیں۔

ج۔ بین الاقوامی تعاون:

پاکستان کو چاہیے کہ وہ اسلامی مالیات کے میدان میں دیگر مسلم ممالک کے تجربات سے فائدہ اٹھائے اور ایک مشترکہ اسلامی معاشی ماڈل تشکیل دینے کی کوشش کرے۔

د۔ عوامی شعور و آگاہی

عوام کو اسلامی معیشت کے فوائد اور سودی نظام کے نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے میڈیا اور مذہبی اداروں کے ذریعے بیداری مہم چلائی جائے۔

ر۔ اسلامی فلاحی اداروں کی مضبوطی:

زکوٰۃ، وقف اور صدقات جیسے اداروں کو جدید انتظامی ڈھانچوں کے تحت فعال بنایا جائے تاکہ غربت اور ناہمواری کا خاتمہ ممکن ہو۔
اسلامی اقتصادی نظام پاکستان کے موجودہ حالات میں نہ صرف ایک نظری تقاضا ہے بلکہ ایک عملی و عصری ضرورت بھی ہے۔ اس کے نفاذ سے نہ صرف ملکی معیشت کو استحکام حاصل ہوگا بلکہ پاکستان دنیا کے لیے ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست کی صورت میں ابھر سکتا ہے۔